عنوان

بٹوگے توکٹوگے اور تمہاری ہوا بھی خراب ہوجائیگی

جامع و مرتب

حضرت مولانا محمد ظفر الدین برکاتی

مدیر ماہنامہ کنزالایمان، دہلی

پیش کش:

کل ہند مرکزی امام فاؤنڈیشن، دہلی

Contact No: 8595509193

Telegram Link: https://t.me/MarkaziImam

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ.(سورہ انفال آیت 46)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

تلاوت کردہ پہلی آیت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تمام معاملات میں اور بطور خاص دشمن سے مقابلے کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے ﷺ کی اطاعت کریں اور باہمی اختلافات سے بچیں جیسا کہ اُحد میں بعض مسلمانوں نے بعض کی مخالفت کی تو مسلمانوں کی بنی بنائی ہوا خراب ہو گئی اور بھاری نقصان ہوا کیونکہ باہمی تَنازُع و نفاق اور بدگمانی کمزوری اور بے وقاری کا سبب ہے۔(تفسیر خازن)

بدر واحد کا ذکر ہونے کے بعد آپ نے سوچا کہ آیت کا حکم تو حالات جنگ کے بارے میں ہے لیکن آیت کا حکم عام ہے کہ عمومی حالات میں بھی مسلمانوں کو باہمی اختلاف سے بچنا چاہیے اور اتفاق واتحاد کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ کفار کے ممالک اور قومی عالمی تحریکات تو آپس میں متحد ہیں لیکن مسلمانوں میں باہمی اتحاد نظر نہیں آتا بلکہ ان کا حال یہ ہو چکا ہے کہ اگر کفار فلسطین جیسے کسی مسلمان ملک پر ظلم وستم کریں تو دوسرے ملک کے مسلمان اپنے مسلم بھائیوں کا ساتھ دینے اور ان کے خلاف برسرپیکار ہونے کی بجائے وہ ان کا ساتھ دیتے ہیں اور یہاں وطن عزیز بھارت میں مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ اپنی قوم کا نقصان دیکھ لیں گے لیکن اپنی سیاسی پارٹی لائن کو نہیں چھوڑیں گے حالانکہ دوسری قوموں کے سیاسی افراد مختلف سیاسی جماعتوں میں اسی لئے اپنا مقام بنائے ہوئے ہیں تاکہ پارٹی لائن پر باہر چلیں گے لیکن قومی اور برادری کے مفادات کی خاطر اپنی ذات برادری اور قوم قبیلہ کی لاین پر چلیں گے اور ایسا ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

اب یہی نعرہ دیکھ لیں کہ "بٹوگے تو کٹوگے" اس کو ہم نے ایک پارٹی کا سیاسی سلوگن اور کسی قوم کا برادری نعرہ سمجھ لیا ہے جب کہ یہ ہماری قرآنی تعلیم ہے اور اسلام کا دستوری سلوگن ہے جس کو دوسری آیت میں واضح کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کریں:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًاۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَاؕ- كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ.(سورہ آل عمران آیت 103)

ترجمہ: تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، آپس میں تفرقہ مت ڈالو، اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ پیدا کر دیا پس اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اللہ تم سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.(سورہ آل عمران 104)

ترجمہ: تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

تلاوت کردہ دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ مجموعی طور پر دین اسلام کی دعوت و تبلیغ مومنوں پر فرضِ کفایہ ہے۔البتہ اس کی بہت سی صورتیں ہیں جیسے مصنفین کا تصنیف کرنا، مقررین کا تقریر کرنا، مبلغین کا بیان کرنا، انفرادی طور پر لوگوں کو نیکی کی دعوت دینا وغیرہ، یہ سب کام تبلیغِ دین میں آتے ہیں اور بقدرِ اخلاص ہر ایک کو اس کی فضیلت ملتی ہے۔ تبلیغ قَولی بھی ہوتی ہے اور عملی بھی اور بسا اوقات عملی تبلیغ، قولی تبلیغ سے زیادہ مؤثّر ہوتی ہے۔جہاں کوئی شخص کسی برائی کو روکنے پر قادر ہو وہاں اس پر برائی سے روکنا فرضِ عین ہو جاتا ہے۔حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان کے ذریعے روکے، اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان)

تقسیم و تفریق کا انجام تذلیل و تنسیخ:

نظام قدرت ہے کہ جب قوم اور جماعت تقسیم ہوتی ہے اور فرقہ فرقہ بن جاتی یعنی گروہوں طبقوں میں تقسیم ہو جاتی ہے، دوسری قومیں اس کی تذلیل کرتی ہیں اور قدرت اس کی شان و سطوت اور سیاسی قوت و قیادت ایسی قوم کے حوالے کر دیتی ہے جو گروہوں میں بٹ چکی قوم پر خیر و شر کے مسائل و معاملات میں سبقت لے جاتی ہے جیسے وطن عزیز بھارت میں دیکھ لیتے ہیں اور صرف دو تاریخی واقعات سے ہم اپنی تازہ ترین صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں:

1. جب ہماری سیاسی سماجی قوت و اقتدار کا مقصد، بندوں کی خدمت و خیر خواہی اور دین الٰہی کی سربلندی رہا تب تک دلوں پر بھی حاکم رہے اور جسموں کے بھی حاکم رہے لیکن جب دنیاوی طاقت و شہرت اور نفسانی مقاصد کی خواہش و تمنا کے لئے کام کرنے لگے تب حاکم سے محکوم بنا دیے گئے اور جب دستوری جمہوریت کے ذریعے محکومانہ غلامی سے نجات کی راہ ہموار ہوئی تب ہم نے اپنوں کی خیر خواہی کو نظر انداز کرتے ہوئے دوسروں کو اس طرح سے اپنا سیاسی سماجی رہنما تسلیم کر لیا کہ اپنوں کی قیادت سے نفرت سی ہو گئی اور ہمارے سماج میں اپنوں کو تسلیم نہ کرنے کی وبا پھیل گئی جس کے شرارے آج بھی ہم کو ایک نہیں ہونے دیتے بلکہ دوسروں کو ہم پر مسلط رکھنے میں مدد کرتے ہیں۔
ایک ہونا ہماری منزل ہے اور نیکی کی دعوت دینا ہمارا دینی فریضہ ہے لیکن اب یہ دونوں کام وہ قوم کرنے لگی ہے جو ہمارے اوپر سیاسی سماجی طور پر مسلط ہے اور ہمارے قرآن کا نعرہ اپنوں کو متحد کرنے کے لئے استعمال کرنے لگی ہے جیسے "بنٹوگے تو کٹوگے" یہی نعرہ ہمیں قرآن حکیم نے دیا ہے کہ "فرقے اور گروہوں میں تقسیم مت ہو نا ورنہ تمہاری بنی بنائی ہوا خراب ہو جائے گی اور تم کاٹے جاؤگے نقصان اٹھاؤگے" دراصل قرآن پاک نے دین فطرت "دین اسلام" پر چلنے والوں کا فطری مقام و منزل بتایا ہے کہ "ایک اور نیک" رہنا اور بنانا ہی تمہارا فطری مقام اور نیچورل منزل ہے، اس سے بھٹکے تو فطری طور پر محکوم اور بزدل بن جاؤگے جس کا انجام ہے تمہاری توہین و تذلیل جیسا کہ آج ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں۔
2. راتوں میں جلدی کھانا جلدی سونا ہمارا شیوہ رہا ہے اور صبح جلدی اٹھنا ہماری روش اور فطری عمل رہا ہے، ایک زمانے تک ہماری نماز فجر کی اذان اور نماز مغرب کی اذان دن رات کے شروع اور ختم ہونے کا وقت بتاتی رہی ہے، اس کا یقین کرنا ہے تو ان علاقوں میں بات کر کے دیکھ سکتے جہاں اب لاؤڈ اسپیکر سے اذان نہیں دی جاتی یا اذان کی آواز کو دور تلک پہنچانے کی اجازت نہیں تو یہاں کے صبح و شام اذان کی آواز پر اپنے اوقات طے کرنے والے کسان اور تاجر بطور خاص غیر عورتیں اور عام خواتین شکوہ کرتی ہیں کہ اذان کی آواز کو روک پر بہت بڑا ظلم ہوا ہے لیکن خود جس قوم کو بیدار کرنے اور متحد کر کے رب العالمین کی بارگاہ میں جمع کرنے کی خاطر اذان جیسی قدرتی نظام کا اہتمام کیا گیا ہے اسی قوم میں اتنی سیاسی طاقت و قوت نہیں کہ سب کی ضرورت بن چکی اذان پر سے صوتی آلودگی کا الزام ہٹا کر "سراسر خیر" کی آواز بلکہ سب کی ضرورت بنا کر اور بتا کر تسلیم کرا سکے اور

دوبارہ پہلے کی طرح اس کی آواز کو بلند کرنے کا دستوری انتظام واہتمام کر سکیں جس کی وجہ سے مسلم سماج کی موجودہ نسل میں مسلسل سیاسی سماجی بزدلی پیدا ہونے لگی ہے جو خوش آئند بات نہیں بڑی تشویش ناک حد تک خطرناک ہے.

ہم اور آپ دیکھتے ہیں کہ دیر رات تک تاخیر سے سونے اور صبح تاخیر سے اٹھنے بیدار ہونے کی بیماری عام ہونے لگی ہے لیکن اس کی شرح مسلم سماج میں زیادہ ہے بطور خاص مسلم نوجوانوں میں خطرناک حد تک زیادہ ہے، اس کی بنیادی وجہ فجر کی نماز سے ہماری غفلت اور تجارت روزگار ملازمت اور صبح کی ذمے داریوں سے ہماری بیکاری ہے ورنہ آج بھی جن کی ذمے داریاں اور کام صبح صبح شروع ہوتے ہیں وہ اپنا نظام اذان فجر کے مطابق رکھتے ہیں. ایک مضحکہ خیز خبر آپ کو بھی ملی ہوگی کہ دینی تعلیمی ادارے جہاں قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی ہے اور جہاں وقت کی پابندی پر ہی سب کچھ چلتا ہے وہاں بھی کہیں کہیں صبح سات آٹھ بجے تک سونے کا رجحان بڑھ گیا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ سرکاری مدرسے جہاں مدرسے اور طلبہ کی نگرانی کے لئے اساتذہ کی باریاں لگتی ہیں وہاں مناجات اور پہلی گھنٹی تک سونا عام ہو گیا ہے یعنی ناخواندہ اور پس ماندہ قومیں نمائشی ترقی کرتی ہیں تو ترقی یافتہ لباس بدل لیتی ہیں، اندر سے کچھ نہیں بدلتا لیکن یہاں اندر سے ہی بدلنے لگے، اپنے اسلاف اور دین اسلام کی روش ہی بدل ڈالی تو نتیجہ واضح ہے کہ دین اسلام نے جس کار خیر اور معیار "ایک رہو نیک رہو نیک بنو" پر کامیابی اور عزت کی ضمانت عطا فرمائی ہے وہ معیار تو ہم نے کھو دیا ہے اور کامیاب اسلاف کی روش چھوڑ دی ہے تو پھر قومی عزت اور سیاسی سماجی قوت کے آسمان سے ذلت و توہین و تذلیل کی زمین پر گرنا ہمارا مقدر ہے، اب بھی یہ مقدر بدل سکتا ہے اگر ہم نے پہلی سی تدبیر اپنالی اور اپنوں سی روش پر چلنے لگے. ان شاءاللہ

پیغام عمل

گھریلو مسائل اور ملی جماعتی الجھنوں کے سبب دیر رات تک نیند نہ آنا-یا-خود ہی دیر رات تلک بیدار رہنا دونوں الگ الگ باتیں ہیں اور ہم بات کر رہے ہیں وبائی بیماری کی جو شہری زندگی سے دیہاتی زندگی میں بھی پہنچ گئی ہے اور موبائل سوشل میڈیا کے ذریعے جو بھیانک بیماری پیدا ہوئی ہے، اس کے تناظر میں ہم سمجھتے ہیں کہ اب ہمارا ذاتی اور اجتماعی نوعیت کا کام عشا کی نماز تک مکمل ہو جانا چاہئے اور زیادہ تر کام کی منصوبہ بندی فجر کی نماز اور اذان سے شروع ہونا چاہئے، ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ شروع شروع میں بڑی مایوسی ہوگی اور باتیں بگڑ سکتی ہیں لیکن کسی ناسور کو ختم کرنے اور سونامی کا مقابلہ کرنے کے لئے فطرت کے مطابق اپنے کو بدلتے ہیں اور کامیاب لوگوں کے نقش قدم پر واپس پلٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو بڑی دقتوں اور پریشانیوں مایوسیوں کا سامنا یقینی ہے لیکن یاد رہے کہ انجام بڑا خوش گوار ہوگا۔ ان شاءاللہ